



مرکز انشائیں الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

یہ مقالہ دیہی ترقیاتی اکیڈمی کے سیمینار کے لئے لکھا گیا

ترقی انسان کا فطری جذبہ ہے۔ کرۂ ارضی کا کوئی انسان نہ پہلے ایسا گذرا ہے۔ جو ترقی کو مجبوراً نہ کہتا ہو، اور نہ اسب کوئی ایسا انسانی فرد مل سکتا ہے۔ جو ترقی کا خواہاں نہ ہو خصوصاً دورِ حاضر میں تو ترقی کا لحاظ ہر شخص کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ نظر آتی ہے۔ اس لئے ترقی کی ضرورت پر دلائل پیش کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ صرف دو چیزوں کا بیان کرنا ضروری ہے۔ ۱۔ ترقی کا اصلی اور صحیح تصور۔ ۲۔ ترقی حاصل کرنے کے لئے وہ صحیح اور عملی تدابیر جن پر عمل پیرا ہو کر ترقی حاصل کی جاسکتی ہے۔

انسانی ترقی کا صحیح تصور | یہ حقیقت سب پر واضح ہے کہ انسان محض جسم مادی اور صرف درجہ انسانی کا نام نہیں۔ بلکہ انسان جسم درجہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ جیسے یہ دونوں چیزیں انسانیت کے اجزاء ٹھہریں۔ تو انسانی ترقی ان دونوں اجزاء کی ترقی کا نام ہوگا۔ ایک بدنہ کی ترقی کامل ترقی نہیں کہلا سکے گی۔ کیونکہ کل کی تکمیل و ترقی اجزاء کے بغیر ناممکن ہے۔ جیسے ایک کامل بدن وہی کہلائے گا، جس کے تمام اعضاء کامل، اعلیٰ اور متوازن ہوں۔ اگر صرف کان درست ہوں اور آنکھ ٹھیک نہ ہو یعنی اس میں بینائی نہ ہو، یا نافہ صحیح سالم ہوں۔ لیکن پاؤں ٹھیک نہ ہوں۔ بلکہ اس میں ٹنگا بہت ہو تو ایسے شخص کے بدن کو کامل اور ترقی یافتہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ اسی طرح اگر کسی مشین کے سبب پرندہ سے درست اور اعلیٰ ہوں۔ لیکن دو ایک پرندہ سے ناقص اور دی ہوں۔ تو پوری مشین ناقص اور غیر ترقی یافتہ کہلائے گی۔ ایک

مکرب و دلا مثلاً جو دانش جالینوس کے سب اجزاء اعلیٰ ہوں۔ لیکن صرف ایک جہز نہ عفران اس میں روی ہو تو جو دانش مذکور ناقص قرار پائے گا۔ اسی پر انسان کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

صرف مادی ترقی | یورپ، امریکہ بلکہ دورِ حاضر کی اکثر اقوام کی تمام جدوجہد اور سعی و عمل انسان کے صرف پہلے جہز یعنی جسم مادی کے ارتقاء پر مصروف کار ہے۔ اور اسی جہز کی ترقی میں ان کو بڑی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن انسان من حیث الکل اب تک ترقی سے محروم ہے۔ روحانی ارتقاء کو انہوں نے بالکل نظر انداز کر رکھا ہے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ اس وقت جن اقوام عالم کی مادی ترقی بے مثال ہے۔ اسی طرح ان کا روحانی انحطاط بھی بے نظیر ہے۔ انسانی روح جس قدر آج گندگی اور تاریکی میں ملوث ہے، پوری تاریخ انسانیت میں ایسا وقت کبھی نہیں آیا۔ اس کے تباہ کن نتائج پوری انسانیت بھگت رہی ہے۔ اسی کی ترجمانی اقبال مرحوم نے یوں کی ہے :

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد زیرِ گردوں رسمِ نادینی نہساد

مشکلاتِ حضرتِ انسانِ ازداست آدمیت را غمِ پنہاں ازداست

مادی ترقی نے دورِ حاضر کے انسان کے لئے تباہ کن آلات پیدا کئے۔ اور ان کی تاریک اور ناپاک روحوں نے ان آلات کو انسان کی تباہی کے لئے محض قومی غرور کے نشہ کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جس کا نتیجہ خود ان کے اقوام کے مطالبات حسب ذیل نکلا — اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ ہے کہ ڈاکٹر ازمنسٹر مغربی جرمنی نے مرتب کیا۔ اور جس میں صرف گزشتہ جنگِ عظیم کے نقصانات کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ گزشتہ جنگِ عظیم میں ساڑھے پچھ کر دہ افراد مقتول و مجروح ہوئے اور پندرہ کروڑ افراد کے گھر جل کر خاک ہو گئے۔ اور اس جنگ میں اس قدر دولت صرف ہوئی کہ اگر اس کو اس وقت کی دنیا کی پوری ڈھائی ارب آبادی پر برابر تقسیم کیا جاتا۔ تو ہر کس ڈھائی سو ماہوار کے حساب سے پوری دنیا ایک سو سال تک خوشحال زندگی بسر کر سکتی تھی۔ (رپورٹ مندرجہ شہباز ۲۷ جولائی ۱۹۵۶ء) گوریا کی معمولی لڑائی میں ۲۵ جون ۱۹۵۵ء لغایت ۱۴ مئی ۱۹۵۶ء تک پچاس لاکھ مرد، عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے۔

اس رات مادی سائنس نے جو سامانِ ہلاکت انسان کے لئے ہتیا کیا ہے۔ بقول امریکی وزیرِ دفاع کہ اگر امریکہ اور روس میں جنگ چھڑ گئی تو جابین میں سے چوبیس کروڑ افراد تباہ ہو جائیں گے۔ سائنس کی جرین الاقوامی کانفرنس بمقامِ گواش امریکہ میں ہوئی، اس میں برطانوی سائنس دان سر رابرٹ ڈائسن نے انکشاف کیا کہ بیولاجیکل وار فیئر (کیمیائی جراثیمی) ایک ہم جسکی مقدار آٹھ اونس ہے۔ اور جس کو

معمولی ریاست بلکہ معمولی سدھایہ دار بھی بنا سکتا ہے۔ تمام کرہ ارضی کی تباہی نے نئے کافی ہے۔
(ڈان ۵ ستمبر ۱۹۵۹ء مقالہ افتتاحیہ)

یہی اس خالص مادی ترقی کے نتائج ہیں جن سے دنیا کا نپ ہی ہے۔ اور جس نے پوری انسانیت کے لئے زندہ رہنے کو ناممکن بنا دیا۔ بقول اکبر۔

ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہوئے اکبر اثر جو ذرہ غنصر وہ پھر سوئے زمین آیا

صرف مادیت پر زندگی کی بنیاد رکھنا شاخ نازک پر آشیانہ بنانے کا مترادف ہے۔ بقول اقبال۔
تہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

صرف مادی ترقی کا یہ نتیجہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی رنگ میں ظلم عام ہو گیا ہے جسکی وجہ سے پوری دنیا میں انتشار اور بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔ اور تباہ کن لڑائیوں کا بے مقصد سلسلہ قائم ہے۔ ایک تباہ کن جنگ ختم ہوتی ہے۔ تو دوسری جنگ کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کسی وقت بھی انسانیت کی ہلاکت سے خالی نہیں رہتی۔ ناپاک رو میں مادی اسلحہ سے مسلح ہو کر انسانیت کی تباہی کے لئے ہر وقت برسرِ پیکار ہے۔ ناخدا تریوں کے ہاتھ میں اسلحہ دینا ایک ڈاکو کو مسلح کرنا ہے۔ بقول حضرت رومیؒ کے۔

بد گہر ما علم و فن آموختن دادن تیغ است بدست بہزن

جزدی اور صرف مادی ترقی کے یہ ہلکے نتائج نہ صرف انسان کش ہیں۔ بلکہ پوری زمین کو جہنم کدہ بنانے کا سامان ہے۔

کامل ترقی | اسلام نے ترقی کا صحیح اور جامع تصور پیش کیا کہ انسانی ترقی درحقیقت تام ہے اس کا کہ انسان کا جسم مادی ترقی یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسکی روح کو بھی فزاہ روحانی اور اسباب ارتقاء روحانی سے بلند کیا جائے۔ جسم مادی اور مادی دنیا کو چلاسنے والی چیز روح انسانی ہے۔ اگر وہ پاک اور بلند ہو۔ تو روح انسانی کی تمام عالمی حرکات اور اعمال میں بلندی اور پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور مادی ترقی صحیح عمل پر صرف ہوگی۔ ورنہ روح انسانی کی اندرونی گندگی اور سیاہی کرہ ارضی پر فساد پھیلائے گی۔ اور انسانیت کی مشین کو درہم برہم کر دے گی جس طرح منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے یہ مزدوری ہے کہ جس موٹر میں سفر کیا جائے۔ وہ بھی تمام اجزاء کے اعتبار سے عمدہ، اعلیٰ، اور ترقی یافتہ ہو۔ اور اس موٹر کو چلاسنے والا ڈرائیور بھی قابل اور موٹر کو صحیح نہج اور راہ پر چلاسنے کی اہلیت

رکھتا ہو۔ لیکن اگر صورت اس کے برعکس ہو کہ موٹر تو اعلیٰ قسم کی ہو، مگر اس کا ڈرائیور اناڑی اور نا اہل ہو ایسی صورت میں موٹر اس کے ہاتھ میں دے دینا انتہائی خطرناک ہے۔ وہ اس کو بہت جلد کسی درخت یا پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش کر دے گا۔ یا خندق میں گرا دے گا جس سے منزل مقصود پر پہنچنا تو الگ رہا خود موٹر کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح انسانیت کو بحیثیت مجموعی ایک موٹر سمجھنا چاہئے۔ اور انسانی روح کو اس کا ڈرائیور۔ اگر روح انسانی غیر ترقی یافتہ اور اناڑی ہو۔ اور اخلاقی اقدار کو بالائے طاق رکھ کر خالق کائنات کے دینی اور روحانی صنوبر سے یکسر بے اعتنائی برتی ہو۔ اور اپنی ذات کو خالق کائنات کے متعینہ نظم اور ضبط میں رکھنے کی ضرورت کی قائل نہ ہو۔ اور شرف انسانیت اور جذبہ محبت آدمیت کی شناسا بھی نہ ہو۔ تو ایسی روح انسانیت کی مشین کو صحیح خطوط اور نیچ پر نہیں چلا سکے گی۔ بلکہ انسانیت کی مشین کو مادیت سے ٹکرا کر تباہ کر دے گی۔ یہی حال یورپی اور امریکی روحوں کا ہے۔ جنہوں نے انسانیت کی مشین کو جنگ ۱۹۱۸ء اور جنگ ۱۹۳۹ء میں دوبارہ اس زور سے ٹکرایا کہ انسانیت کے پروفے اڑ گئے۔ کروڑوں انسان لقمہ اہل بن گئے۔ اور مکانات راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ اور دنیا کے مختلف گوشوں میں اب تک ان ناپاک روحوں کا یہ ٹکراؤ جاری ہے۔ اور آئندہ ایک عظیم اور آخری تباہ کن اور قیامت خیز ٹکراؤ کی تیاری میں مصروف ہیں۔

لارڈ برنارڈ شانے درست کہا ہے کہ یورپ والوں نے جس قدر مادی ترقی کی ہے۔ اُس نسبت سے روحانی ترقی نہیں کی۔ بلکہ روحانی انحطاط کا شکار ہو گئے۔ جسکی وجہ سے وہ دنیا کے لئے تباہی کا سبب بن گئے۔ روحانی ارتقاء کے بغیر مادی اور جسمانی ارتقاء کا ہمیشہ یہی انجام ہوتا ہے۔ آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے ایک اسلامی فیاض علامہ جلال الدین رومی نے کس قدر سچ فرمایا ہے۔

بد گہر را علم و فن آموختن دادن تیغ است بدست راہزن

بسکی روح ناپاک ہو، اس کو علم و فن کے ذریعہ طاقتور بنانا ڈاکو کے ہاتھ میں اسلحہ جنگ دے دینا ہے۔ ان نتائج ہی کی بنا پر اسلام نے یورپ کی طرح صرف مادی ترقی پر زور نہیں دیا۔ اور نہ قدیم مسیحیت، ہندومت اور بدھ مت کی طرح قطع دنیا اور بھوگی پن اور رہبانیت کی تعلیم دی۔ بلکہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً کے تحت دنیا اور آخرت، مادہ اور روح عقل اور دین میں ایک حسین امتزاج اور معقول ربط پر زور دیا۔ تاکہ دونوں میں صحیح توازن پیدا ہو۔ اور انسان من حیث الکل ترقی کی اصل راہ پر گامزن رہے۔ انسان کے پاس ایک طرف مادی فوائد کے خزانے بھی جمع ہوں۔ اور دوسری طرف اسکی روح کو اپنے خالق سے ارتباط بھی ہو۔ تاکہ وہ ان مادی

اسباب کو صحیح مواقع پر صرف کرے۔ اور بے مقصد ٹکراؤ کی ذہبت نہ آئے۔ اسلام اور قرآن نے مادی ترقی اور اس کے وسائل کی تحصیل پر ہی زور دیا۔ تاکہ مادی قوت کے ذریعہ وہ اپنے خالق کے منشاء کو زمین میں، جس میں اس کو خلیفہ بنایا گیا ہے۔ پورا کر سکے۔ اس کے ساتھ قرآن نے روحانی ارتقاء پر زور دے کر اس کے اصول و اسباب متعین کئے۔ تاکہ وہ مادی اسباب کا صحیح استعمال اور انسانی مشین کو درست طریقہ پر چلانے کی اہلیت پیدا کر سکے۔

اسلام اور مادی ترقی | مادی ترقی کی بنیادی چیزیں دو ہیں۔ ایک مرکز ترقی اور دوم عامل ترقی۔ مرکز ترقی وہ دائرہ کار ہے جس میں فکر اور عمل کے ذریعہ انسان کی مادی ترقی کے اسباب مہیا ہو سکیں۔ اور عامل ترقی سے مراد وہ قوتیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنے مرکز ترقی سے مادی فوائد کو حاصل کر سکے۔ قرآن پاک نے ان دونوں چیزوں کو نہ صرف متعین کیا۔ بلکہ ان کی طرف بلینہ انداز میں ترغیب دی۔ اور ہم کو ان کی طرف متوجہ کیا۔

مرکز ترقی | مرکز ترقی کے متعلق ہم تین آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ هو الذی خلقکم ما فی الارض جمیعاً۔ (بقرہ)

۲۔ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً ان فی ذلک لآیات لیقوم یتفکروا۔ (بائشہ)

۳۔ هو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی ماکبھا ذکھوا من رزقہ والیہ النشور (سورہ ملک)

پہلی آیت میں خالق کائنات نے جملہ مادی فوائد اور تمام اسباب ترقی کے اصل سرچشمہ کو بتلایا کہ خالق کائنات وہ ذات ہے کہ جس نے زمین کے اندر تمہارے فائدے کے لئے سب سامان مہیا کیا ہے۔ مافی الارض ایسا ہمہ گیر لفظ اور محیط کل تعبیر ہے۔ جو مادی ترقی کے تمام وسائل پر مادی ہے۔ ۱۔ زرعی ترقیات جن میں انسان اور حیوانات کی خوراک، پھل اور میوے صحت انسانی کے قائم رکھنے اور امراض کے علاج سے متعلق تمام دواؤں کے ذخائر۔ ۲۔ معدنیات کے سلسلے میں سونا چاندی، پتیل، لوہا۔ لعل یا قوت اور زرد وغیرہ جواہرات، مصنوعی کھاد، نمک، پٹرول، سوئی گیس، بجلی پیدا کرنے کا سامان۔ ایٹمی قوت کے مواد وغیرہ سب داخل ہیں۔ اسی طرح جنگلات کے فوائد و مفید حیوانات کے ذخائر اور ان سے متعلق فوائد سبک شامل ہیں۔ اب مادی ترقی کا کوئی نسا حکم ہے، جو زمینی فوائد کے اکتساب سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

دوسری آیت میں مادی ترقی کے زمینی اسباب کے ساتھ سماوی اسباب کو جمع کیا۔ اور ان سے کسب فوائد کی طرف توجہ دلانے کے لئے اور تاامیدی اور سستی دور کرنے کے لئے سخنر کا لفظ استعمال کیا گیا۔ کہ ان سب سماوی و زمینی کائنات کو خدا نے تمہاری خدمت اور افادیت کے کام میں لگا رکھا ہے۔ کائنات کی یہ تسخیر خالق کائنات کا وہ عظیم احسان ہے۔ جو اس نے صرف انسان کے ساتھ مختص کیا ہے۔

تیسری آیت میں اللہ نے اپنا یہ احسان ظاہر فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تمام زمینی قوتوں کو تمہارے لئے ذلوں یعنی مسخر اور منقاد بنا دیا ہے۔ تم جستجو کرو۔ اور اس میں سے تم اپنی روزی حاصل کرو۔ لیکن اس تصور کے ساتھ کہ تم سب کو اسی مالک حقیقی کے پاس حاضر ہونا ہے۔ ان تمام آیات سے یہ معلوم ہوا، کہ خالق کائنات نے آغاز آفرینش سے زمین کو ان تمام منافع اور فوائد کا خزانہ بنا دیا ہے۔ جو اب تک دریافت ہوئے ہیں۔ یا آئندہ دریافت ہوں گے۔ ان فوائد کا موجد اور خالق اللہ رب العالمین ہے۔ انسان نہیں۔ صرف ان فوائد کو دریافت کرنا اور ان کو معلوم کرنا انسان کا کام ہے۔ جیسے ایک پڑھی ہوئی چیز ایک وقت میں معلوم نہ ہو۔ دوسرے وقت میں اس کا علم ہو جائے۔ موجود کرنے اور معلوم کرنے میں بڑا واضح فرق ہے۔ انسان کسی چیز کو معلوم تو کر سکتا ہے۔ لیکن موجود کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے۔ تو انسان بحیثیت مجموعی تخلیق جوہری سے قطعاً عاجز ہے۔ ساری دنیا کے انسان مل کر بھی ریت کا ایک ذرہ پیدا نہیں کر سکتے۔ انسان صرف خدا کے پیدا کردہ جوہر کی تحلیل و ترکیب کر سکتا ہے۔ اس سے زائد کچھ نہیں۔ یعنی جوڑ ٹیڈ جو عرضی اوصاف ہیں وہ کر سکتا ہے۔ لیکن اوصاف جوہری کی استطاعت نہیں رکھتا۔ جیسے ایک کمرے میں سینکڑوں چیزیں پہلے سے پڑی ہوں۔ اور ایک انسان ان کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک خاص شکل میں لائے یا ایک کو دوسرے سے جدا کر کے اسکی سابق شکل بدل دے۔ پھر ان شکلوں کی ایجاد پر بھی اگر غور کیا جائے۔ تو وہ الہامی اور الہی ہیں۔ صرف انسانی فکر و عمل کا نتیجہ نہیں۔ مثلاً ابتداء میں ایک انسان کو یہ خیال آیا۔ کہ اللہ کے پیدا کردہ لوہے، لکڑی وغیرہ سے ایک ایسی مشین تیار کی جائے۔ جو بوجھل چیز کو ہوا میں اڑا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے۔ اب مدتوں وہ ایسی مشین کی شکل اور نقشے سوچتا رہا۔ لیکن انسانی عقل اور قوت خیالیہ صرف ان نقشوں کو سرچتی ہے، جو عالم محسوسات میں ان کے دیکھے بجائے ہوں۔ اور ہوائی جہاز کی مشین کا نقشہ اس نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے وہ اپنی قوت فکریہ کو اس نامعلوم نقشے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فکر اور ذہن کو متوجہ کرنا انسان کا کام ہے۔ لیکن

ہوائی بہار کے صحیح نقشے کا ذہن میں ڈال دینا یہ خدا کا کام ہے۔ جیسے زمین میں تخم ڈال دینا یا رگم میں نطفہ ڈال دینا انسان کا کام ہے۔ لیکن نباتات اور اولاد کا نقشہ پیدا کرنا شکم زمین یا شکم مادہ میں یہ اللہ کا کام ہے۔ اللہ کی عادت جاری ہے کہ جو تخم ڈالنے اور زراعت کی کوشش کرے گا۔ وہ اللہ کے فیضان سے غریب پائے گا۔ اور جو غافل اور بے توجہ رہیگا، وہ گندم کا ایک دانہ بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ اسی طرح جب مغربی اقوام نے فوائد زمین کے استخراج اور مختلف مشینوں کی ایجاد کے لئے کوشش صرف کی، تو غافل فیاض نے ان کی کوشش راہیگاں نہ جانے دی۔ اور انہوں نے فیضان الہی کے تحت اپنی کوششوں کا ثمرہ پایا۔ مسلمان چونکہ غافل رہے۔ اور انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی لہذا وہ محروم رہے۔ یہی قوانین اور ان کے ثمرات و نتائج میں مسلم غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے: **مَلَأْنَاهُ هَوَاءً وَهُلَاءً مِنْ عَطَايَهِ وَمَا كَانَ عَطَايَهِ مَحْظُورًا**۔ ہم مسلم اور غیر مسلم دونوں کو اپنے فیض سے دنیوی کامیابی کی جدوجہد میں امداد دیتے ہیں۔ اور ہمارا یہ فیض کسی پر بند نہیں۔ اس لئے زمینی فوائد کو اس کے خزانہ سے نکالنے میں جدوجہد لازمی ہوتی۔ لیکن زمین کے مادی فوائد خود بخود حاصل نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کے لئے محرک اور عامل کی ضرورت ہے جس قدر بھی غور کیا جائے۔ اسی قدر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن نے جس طرح ہم کو مرکز ترقی کی طرف متوجہ کیا، اسی طرح قرآن نے عامل ترقی کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی۔

محرک اور عامل ترقی | زمین مادی ترقی کا خزانہ ہے۔ لیکن جب تک عامل اور محرک ترقی کو بروئے کار نہ لایا جائے۔ ہم زمینی فوائد اور مادی ترقی سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتے۔ ترقی کے عوامل صرف دو ہیں۔ فکر اور عمل۔ یعنی زمینی قوتوں سے استفادہ کرنے کے لئے ہمیں ان تدابیر پر غور کرنا ہوگا۔ جو اس استفادہ میں موثر ہوں۔ پھر ان تدابیر کو عمل میں لانا پڑے گا۔ **الفکر قبل العمل**۔ فکر عمل سے مقدم ہے۔ پیش کردہ آیاتوں میں سے دوسری آیت فکر پر متوجہ کرنے کے لئے ہے۔ قرآن نے ارشاد فرمایا: **ان فی ذلک لآیت لِّعِزِّ مَن یفکرون**۔ دوسری جگہ قرآن نے فرمایا: **و یتفکرون**۔ خلق السموات والارض۔ ان آیات میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی جو فکر اور ذہن کو استعمال کرتے ہیں۔ اور عمل کے لئے تیسری آیت میں فاعل مشاغلے منا کبھا۔ جاؤ پھر زمین کے اطراف میں۔ عمل کی طرف اشارہ ہے۔

ان سب سے بڑھ کر قرآن حکیم نے دین و دنیا کی ترقی کا مدار عمل کو ٹھہرایا ہے۔ اور عمل کے بغیر انسان کو دنیا کی کامیابی نصیب نہ ہو سکتی ہے۔ اور آخرت کی۔ قرآن کا ارشاد ہے: **وان**

لیس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يفرح۔ انسان کو صرف وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ عمل کرے اور قریب ہے کہ وہ اپنے عمل سعی و جدوجہد کے نتائج کو پائے گا۔ بقول باقرہ ص ۲۰۴
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں منور ہی پرنداری ہے

اب ہم مادی ترقی کے اصولی اسباب یعنی فکر و عمل کے بعد ان کی تفصیلی تدابیر بیان کرتے ہیں۔ جن پر مشہروں اور دیہات دونوں میں عمل کرنا ضروری ہے۔ ان تدابیر میں سب سے بڑی تدابیر زراعت ہے جس پر پچاس فیصد باشندگان پاکستان کی معیشت کا مدار ہے۔ بلکہ درحقیقت پاکستان کی پوری آبادی کی زندگی زراعت سے وابستہ ہے۔ اس لئے زراعت کے ترقی اور مصنوعی وسائل کو کام میں نہ لانا یا ان سے غفلت برتنا پوری قوم کے لئے تباہی کا سبب ہے۔

اسلام میں زراعت کا مقام | زراعتی ترقی کے لئے جدوجہد کرنا انشاء خداوندی کی تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں انسان کے لئے جو فوائد رکھے ہیں۔ ان فوائد کے استخراج جہاں خداوند قدوس کی حکمت تخلیق کو نمایاں کرنا ہے۔ وہاں دوسری جانب اس کی نعمتوں سے استفادہ بھی کرنا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ترک عمل سے انشاء الہی کی خلاف ورزی اور انعامات الہیہ کی بیقدری کا اظہار ہوتا ہے۔ جس سے نعمتوں کے سلب ہو جانے کا ارکان ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے :
وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَالِيشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهَا بِرَازِقِينَ۔ ہم نے تمہارے لئے زمین میں سامان رزق رکھا ہے۔ اور ان کے لئے بھی سامان رکھا ہے جن کے لئے تم روزی دیتا نہیں کہنے یعنی حیوانات وغیرہ۔ قرآن حکیم ہی میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے : اَمْ رِیْتُمْ مَا تُخْرُجُونَ اَمْ مَنْتُمْ تَرْزُقُوْنَهُ اَمْ تَخُنُّوْنَ الزَّارِعِينَ۔ کیا تم دیکھتے ہو کہ جس تخم کو تم بوسے ہو، تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ پہلی آیت میں انسانی معیشت کی نشاندہی کی گئی کہ وہ زراعت ہے۔ اور دوسری آیت میں زراعت کی ترغیب دی گئی۔ کہ صرف بیج بودینا تمہارا کام ہے۔ اسے اگانا اور کماں پر پہنچانا میرا کام ہے۔

امام ابو بکر جصاص حنفی نے احکام القرآن ص ۶۶ میں تصریح کی ہے کہ قرآن کی آیت : واستعمرکم فیہا یعنی خدا تم سے آبادی طلب کرتا ہے زمین کی۔ دلالت کرتی ہے کہ زراعت واجب ہے۔ بخاری کی حدیث ہے کہ جو آدمی کاشت کرے یا درخت لگائے، تو جو پرندہ یا چرندہ یا انسان اس سے فائدہ اٹھائے، یہ تمام چیزیں اس کے فرد حسنات میں صدقات شمار ہوں گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زراعت اور باغبانی کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ کثر العمال میں حائز عزت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ اگر قیامت قائم ہو جائے تو جو اور تہا سے
 ہاتھ میں ایک پروہ ہو جس کو تم قیامت قائم ہونے سے پیشتر زمین میں لگا سکتے ہو تو اس کو ضرور لگا دو۔
 نفحات الانس میں عارف باطنی نے ایک مشہور بزرگ اور صوفی شیخ ابراہیم کرم سمنانی کا یہ
 قول نقل کیا ہے کہ نہ اسے زمین کو زراعت کی حکمت و منفعت کے لئے پیدا کیا ہے نہ جو شفع
 زمین کی زراعت اور آبادی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کو اگر اس گناہ کا علم ہو جائے تو زمین کی معاشی کی
 وجہ سے اس سے ہرگز ہزار تو وہ ہرگز زمین کو بیکار نہ چھوڑے گا۔ اگر کسی کی زمین سے سالانہ ہزارین
 غلہ پیدا کیا جاسکتا ہے لیکن اسکی سبب تو جہی اور غفلت کی وجہ سے زمین غلہ پیدا ہوتا تو قیامت
 میں اس سے ایک سو من غلہ کم پیدا ہونے کی باز پرس ہوگی (نفحات الانس للجامی مطبوعہ کلکتہ ۱۳۵۵ھ)
 اسلام نے زراعت کی ترقی کا جو تصور مسلمانوں کو دیا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام جہاد
 فتوحات اور حفاظت دین میں مصروف ہونے کے باوجود ترقی زراعت کے فریضہ کی بجا آوری
 میں بھی جدوجہد فرماتے تھے۔ مثلاً ابی القدر صحابی فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کے متعلق امیر
 شکیبہ در سلطان اپنی کتاب خشبۃ الازمان کے صفحہ ۱۱۵ پر لکھتے ہیں کہ عمرو بن عاصؓ صحابی تھے
 وہ بڑی نامی زمین بوطانقت میں تھی۔ اس قدر انکو لگا سنے کہ ان کی بیلوں کو چڑھا سنے کے لئے انہیں
 دس لاکھ ڈنڈ سے تصدیق کر دینے پڑے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب روایات عادتاً
 مسلمان فارسی کے لئے خرابا کے پودے لگائے۔ ان تمام نصیحتوں اور سفارشات صالحین کے عمل سے
 زراعت کی انتہائی اہمیت ثابت ہوئی۔ لہذا تمام مسلمانوں کا عموماً اور بارشندگان و دیہات کے خصوصاً
 یہ فرض ہے کہ وہ سبب فائدہ کاموں میں اپنے وقت کو ضائع نہ کریں۔ اور دنیا اور آخرت کی کامیابی
 اور سعادت کے لئے زراعت کو ترقی دینے میں اپنی خداداد قوتوں کو صرف کریں تاکہ ان کی خوشحالی
 نصیب ہو۔ اور فارغ البالی کے ساتھ اپنے اسلامی فرائض بجالا سکیں۔ اور اخلاقی انعطاف اور
 سماجی غامیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ کیونکہ بیکاری اور تنگدستی ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ بلکہ بعض اوقات
 آدمی اپنے فقر کی وجہ سے نرد ایمانی سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ قریب ہے کہ انسان
 تنگدستی کی وجہ سے ایمان سے محروم ہو جائے۔

تجارت دوسری تدبیر جس پر مسلمانوں اور خصوصاً دیہات کے مسلمانوں کے لئے عمل پیرا
 ہونا اسلامی نقطہ نگاہ سے ضروری ہے۔ وہ تجارت ہے۔ یعنی اپنی محنت اور کسی قدر سرمایہ کو وہ
 اسطرح استعمال کریں کہ آمدنی میں اضافہ ہو تاکہ روز افزوں اخراجات اور خیال کی ضروریات کو

جائز طریقے سے پورا کر سکیں۔

انسانی تاریخ کے آغاز ہی سے تجارت کے پیشے کا وجود بھی ملتا ہے۔ اور اسی کے ذریعے رزق کا دروازہ کھلتا ہے۔ بقول امام غزالیؒ انسان کو نوے فیصد روزی تجارت کی راہ سے ملتی ہے۔ اور باقی دس فیصد دیگر فرائض سے حاصل ہوتی ہے۔ تجارت اگرچہ خالص دنیوی معاملہ ہے لیکن اسلام میں چونکہ دین اور دنیا کی تفریق نہیں اور روح و جسم کی طرح دین اور دنیا باہم مربوط ہیں جسم کے بغیر روح ناکارہ اور روح کے بغیر جسم بے فائدہ ہے۔ اس لئے اسلام نے جو دین فطرت ہے تجارت کی طرف مسلمانوں کو خاص توجہ دلائی ہے۔ کہ دنیوی عروج اور ترقی میں تجارت کو بڑا دخل ہے یورپ اور امریکہ کی موجودہ ترقی میں بڑی حد تک تجارت کو دخل ہے۔ تجارت ہی کی راہ سے انگریزوں نے برصغیر پاک و ہند کی عظیم شان حکومت حاصل کی۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن نے مسلمانوں کو تجارت کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ ظاہر ہے کہ اگر مسلمان کے پاس سرمایہ موجود ہو۔ اور وہ اس کو تجارت میں نہ لگائے تو خالص اخراجات اور ادائیگی زکوٰۃ کی وجہ سے وہ سرمایہ جلد ہی ختم ہو جائیگا۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے سرپرست کو حکم دیا ہے کہ وہ یتیم کے اس سرمایہ کو جسے اس کا باپ چھوڑ گیا ہے، تجارت میں لگا دیں۔ کہیں زکوٰۃ ادا کرتے کرتے وہ مال ختم ہی نہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ جو خالص عبادت ہے۔ شریعت مطہرہ کی نگاہ میں اس کے ذریعے مسلمانوں میں مدد تجارت کو ابھارنا مقصود ہے۔ گویا قانون زکوٰۃ میں تجارت کی ترغیب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ کہ جب مسلمان کو یہ علم ہوگا کہ اس کو اپنے سرمایہ میں سے سالانہ دسواں فیصد حکم خداوندی کی تعمیل میں مستحقین کو تقسیم کرنا ہوگا۔ تو اس کے اندر یہ احساس ضرور پیدا ہوگا کہ سرمایہ تجارت میں نہ لگانے کی صورت میں تقریباً سارے کاموں کا سرمایہ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے وہ اپنے سرمایہ کو حرکت دیتا رہے گا۔ اور اسے تجارت میں لگائے رکھے گا۔

غنائمی زکوٰۃ ہی کی طرح خالص عبادت ہے۔ اسلام میں ابتداء رات کے کسی بھی حصے میں تہجد کی غائز ادا کرنا بھی فرض تھا۔ لیکن کاروبار و معاش اور بالخصوص تجارت میں کوتاہی واقع ہو جانے کے غم و غصے کی بنا پر فریضہ تہجد کو ساقط کر دیا گیا۔ تاکہ رات کی مسلسل عبادت معاشی اور تجارتی کاروبار میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ سورۃ مزمل میں ارشاد خداوندی ہے کہ خدا نے جانا کہ کتنے ہوں گے۔ تم میں پیار اور کتنے لوگ پھر رہے گے۔ اللہ کے فضل یعنی بھلائی کو ڈھونڈنے کے لئے اور کتنے لوگ جہاد کرتے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں۔ ہذا رات میں پڑھا کر جو تم کو آسان ہو۔ صلیم آت سیکو۔ منکم

مَرْمَنِي مَا خَرُونَ بِضَرْبُونَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَخْرُونَ يِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْرُبُوا مَاتِيَسْتَرْمَنَهُ۔ اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ تجارتی کاروبار کو بیماری اور جہاد کی طرح اسقاط نماز تہجد کا سبب ٹھہرایا گیا۔ دوسرے الفاظ میں تجارت کی ضرورت کو جہاد کا ہم پلہ قرار دیا۔ اور تجارت پر فضل اللہ کا اطلاق کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں میں تجارت کی رغبت پیدا ہو۔ رات کے وقت جیسا کہ سورۃ کے ابتداء میں ہے۔ اگر ساری رات یا آدھی یا تہائی یا کم و بیش وقت تہجد میں لگ جاتا۔ تو اس کے عوض دن کے وقت آرام کرنا اور سونا ضروری ہو جاتا۔ بصورت دیگر دن بھر بیٹھے ہوئے اونگتے رہتے اور جہاد اور تجارتی کاروبار درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے نماز تہجد کی فرضیت کو دن اور رات کے لئے وقت فارغ کرنے کی وجہ سے ساقط کر دیا گیا جس سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تجارت کا صحیح مقام معلوم ہو جاتا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بیٹھ کر نوافل تلاوت کلام الہی یا ذکر خداوندی میں مصروف رہنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے لیکن سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ۔ تو زمین میں تلاش معاش اور تجارتی کاروبار کے لئے پھیل جاؤ۔ اور اللہ کے فضل یعنی روزی کو تلاش کرو۔ فَاذْأَقْنِيَتِي الصَّلَاةَ فَاَنْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ۔

حق کی اہمیت بھی نماز سے کچھ کم نہیں۔ قرآن حکیم کی سورۃ بقرہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ کہ وہاں جگہ میں عابی تجارتی کاروبار بھی کر سکتا ہے۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِ مَنْ دَبَّكُمْ۔ پیغمبر آفران مان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی تجارت کرے اور اس میں سچائی اور امانت کا لحاظ رکھے۔ تو آخرت میں اس کا مقام انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔ انبیاء اور صدیقین کی معیت اور رفاقت کو پالینا معمولی بات نہیں۔ یہ نعمت بڑی بڑی نیکیوں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن تجارت مومن کو اس ارفع مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کامیاب تجارت کے دیگر اور اصول بھی بتلائے۔ ۱۔ صداقت ۲۔ امانت۔ ان دونوں اصولوں پر بڑی حد تک یہ دینی اقوام عمل پیرا ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تجارت کامیاب ہے۔ لیکن ہم نے اپنے گھر کے ان دونوں اصولوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اور فریب خیانت اور دھوکہ بازی کو اپنا شعار قرار دے لیا ہے۔ اسی لئے ہماری تجارت ناکام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے قول کے ذریعے بلکہ اپنے عمل سے بھی اسی کی تعلیم دی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی غرض سے خود شام کا سفر اختیار فرمایا۔ واپسی میں وہاں سے سامان تجارت لا کر مکہ معظمہ

میں فروخت کیا۔ صدق و امانت کی وجہ سے آپ کی تجارت نہایت کامیاب رہی۔

انبیاء علیہم السلام کے بعد امت کی افضل ترین شخصیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ خلافت سے پیشتر اور اوائل عہد خلافت میں آپؓ بھی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ پھر کاؤ بار حکومت کی زیادتی اور صحابہؓ کے اصرار پر ہادل ناخراسہ آپؓ کو تجارت چھوڑنا پڑی۔ تو آپؓ کے تمام کنبے کے خرچ کے لئے بیت المال میں سے سالانہ تنخواہ اولاً دو ہزار دینہم امداداً تین ہزار دینہم مقرر کی گئی۔ جو پاکستانی سکہ کے حساب سے بالترتیب پانچ سو اسی پانچ سو پچیس روپے سالانہ یعنی تقریباً پچاس روپے ماہوار تھی۔ (باقی آئندہ)

الحق کے ایجنسیاں

- لاہور ————— کا شانہ ادب کچہری روڈ انارکلی۔ ۲۔ شمس الدین بک سیلرز مسلم مسجد چوک انارکلی۔
پشاور ————— افضل نیوز ایجنسی چوک یادگار۔
کراچی ————— مولیٰ کتب خانہ بندہ روڈ۔
راولپنڈی ————— صوفی بشیر احمد صاحب نیوز ایجنٹ۔
حیدر آباد ————— امان اللہ حزیں، مدرسہ عربیہ مضامین العلوم گھاس مارکیٹ۔
بنوں ————— ماسٹر جمال الدین صاحب و قاری حضرت گل صاحب۔
سیالکوٹ ————— محمد صلیف صاحب حافظ کلاٹھ ہاؤس ہاؤس کلاں۔
ڈیرہ اسماعیل خان ————— حافظ فیض محمد صاحب۔ ایجنٹ قدام الدین و الحق۔
شکار پور ————— حاجی غلام قادر، ڈھک بازار۔
نوشہرہ ————— ۱۔ جمال شفا خانہ۔ ۲۔ مکتبہ تعلیم الاسلام۔ ۳۔ حمید نیوز ایجنسی جی ٹی ایس اڈہ۔
مانسہرہ ————— ملک امان خان سریت ہاؤس۔ شنکیاری روڈ۔
بھکر ————— اعظم بک ڈپو، اردو بازار۔
سبٹی ————— وزیر محمد صاحب نیوز ایجنٹ شارع مسجد۔
میرپور ————— ادارہ فروغ عربی سٹلاٹ ٹاؤن۔
لاٹل پور ————— مکتبہ افکار اسلامی کچہری بازار۔
خان پور ————— محمد عمر صاحب، نزد جامع مسجد محلہ والی۔ فقیر والی میں۔ محمد شریف صاحب پابند نیوز ایجنٹ
اکوڑہ خشک میں۔ محمد انصاور خان نیوز ایجنٹ۔